۸- خوجی کی بہادری

رتن ناتھ سرشار

پہلی بات: آپ نے ڈینگیں مارنے والے بہت سے لوگ دیکھے ہوں گے۔ ان میں کچھ آپ کے دوست ہوں گے جن کے ساتھ کبھی آپ نے بھی بڑی بڑی باتیں کی ہوں گی۔ ڈینگیں مارنا، شیخی بگھارنا سماج کے کچھ لوگوں کا عام رویہ ہوتا ہے۔ ہماری زبان کے ادب میں ایسے کئی کردار ہیں جو جسمانی طور پر کمزور لیکن بڑھ چڑھ کر باتیں کرنے میں بہت طاقتور ہوتے ہیں۔ اپنی بہادری کے جھوٹے قصے سنانے میں انھیں لطف آتا ہے۔ خوجی ایک ایسا ہی کردار ہے۔ یہ اپنے دوست میاں آزاد کے ساتھ دنیا کی سیر کے لیے نکلتا ہے اور اپنے وہ کارنامے بیان کرتا ہے جو اس نے کبھی کیے ہی نہیں۔ ذیل کا سبق اُردو کے مشہور ناول ’فسانۂ آزاد‘ سے لیا گیا ہے۔

جان پہچان: پنڈت رتن ناتھ سرشار جون ۱۸۴۶ء میں لکھنؤ میں پیدا ہوئے۔ ان کا تعلق ایک معزز کشمیری خاندان سے تھا۔ انھوں نے عربی اور فارسی کی تعلیم حاصل کی تھی۔ پہلے وہ درس و تدریس سے جڑے رہے، پھر صحافت میں نام کمایا۔ سرشار ’اخبار‘ ’اودھ پنچ‘ کے مستقل لکھنے والے تھے۔ ان کے کئی ناول اس اخبار میں قسط وار شائع ہوئے۔ ’سیرِ کہسار‘، ’جامِ سرشار‘، ’کامنی‘ اور ’پی کہاں‘ ان کے اہم ناول ہیں۔ ۱۸۹۰ء میں وہ حیدرآباد چلے گئے۔ وہاں انھوں نے نظام کے اخبار ’دبدبۂ آصفیہ‘ کی ادارت کی۔ ۲۱ر جنوری ۱۹۰۳ء کو حیدرآباد ہی میں ان کا انتقال ہوا۔

میاں خوجی اور آزاد کو لکھنؤ آئے کافی دن ہو چکے تھے۔ سرائے میں قیام تھا۔ ایک رات عجیب واقعہ پیش آیا۔

خوجی دن بھر کے تھکے ہارے پلنگ پر دراز ہوئے تو ذرا دیر میں ان کی آنکھ لگ گئی۔ آپ جانیں کہ سرائے کے کھاٹ کھٹملوں کا بسیرا۔ پچھلے پہر ہی سے کھٹملوں نے میاں خوجی کو جھنجھوڑنا شروع کردیا۔ بدن بھر کا خون جونک کی طرح پی لیا۔ ایک طرف تھکن، دوسری طرف نیند کا غلبہ اور اس پر کھٹملوں کی یورش۔ میاں خوجی جِھلّا اُٹھے۔ چراغ روشن کیا۔ دیکھا تو سیکڑوں کی تعداد میں کھٹمل بستر پر رینگ رہے ہیں۔ میاں خوجی کا پارہ چڑھ گیا اور لگے غصّے میں چیخنے چلانے۔

”ارے، لانا میری قَرولی! ابھی ان کھٹملوں کو موت کے گھاٹ اُتارتا ہوں۔ اتنی قرولیاں بھونکوں گا کہ چھٹی کا دودھ یاد آجائے گا۔ ارے، لانا تو میری قرولی!“ میاں خوجی یوں دہاڑ دہاڑ کر چیخے تو تمام سرائے والوں کی نیند حرام ہوگئی۔ وہ یہ سمجھے کہ چور آگیا۔ ہر طرف ”لینا، پکڑنا، جانے نہ پائے“ کا شور مچ گیا۔ ہڑبونگ کا یہ عالَم کہ کوئی آنکھ مَلتا، اندھیرے میں ٹٹولتا ہے۔ کوئی کھاٹ کے نیچے سے اپنا صندوق کھینچتا ہے۔ کوئی مارے ڈر کے آنکھیں بند کیے دُبکا پڑا ہے۔ کوئی لاٹھی ہاتھ میں لیے چور کے پیچھے بھاگتا ہے۔ ”چور–چور، لینا پکڑنا، جانے نہ پائے۔“

میاں خوجی نے جو ”لینا، پکڑنا، جانے نہ پائے، جاگتے رہنا۔ چور–چور“ کی آوازیں سنیں تو خود بھی غُل مچانے لگے۔ ”خبردار! جانے نہ پائے، لانا میری قرولی۔ اے چور! گیدی۔ ٹھہرے رہنا۔“

اب میاں خوجی کو یہ کون بتائے کہ یہ شگوفہ خود ان کا ہی چھوڑا ہوا ہے۔ نہ وہ سوتے نہ کھٹمل کاٹتے، نہ وہ چیختے چلّاتے اور نہ کھٹمل

کا چور بنتا۔ بات کا تبنگڑ انھی نے بنایا تھا۔

اب میاں خوجی کی رگِ بہادری پھڑک اُٹھی۔ ایک دم سے کنڈی کھول کر چور پر لپک پڑے۔ جدھر سے زیادہ آوازیں آ رہی تھیں، تیزی سے بڑھے۔ چاروں طرف اندھیرا تھا۔ کسی چیز سے ٹکرائے، ٹھوکر کھائی اور اڑا اڑا دھم، اوندھے منہ زمین پر آ رہے۔ بدقسمتی سے وہاں کمھار کے برتن رکھے تھے۔ ان پر جو گرے تو برتن چکنا چوُر ہو گئے۔

کمھار نے جو دیکھا کہ کوئی برتنوں پر سے کوُد کر بھاگ رہا ہے تو اس نے بھی چیخنا شروع کر دیا، ''چور۔ چور۔ پکڑو، پکڑو۔ جانے نہ پائے۔''

مسافر، بھٹیارے، حوالی موالی؛ کوئی ڈنڈا لیے ہے، کوئی بید گھُماتا ہے، کوئی لکڑی ہلاتا ہے اور میاں خوجی ٹوٹے ہوئے برتنوں پر بے دم پڑے آوازیں لگا رہے ہیں۔

بھٹیارے نے دیکھا کہ ایک آدمی پڑا ہے تو سمجھا کہ یہی چور ہے۔ آگے بڑھ کر گلا پکڑا۔ جھٹکے سے زمین سے کھینچا اور سیدھا کھڑا کر دیا اور زور زور سے چلّانے لگا، ''ارے دوڑو۔ چور پکڑ لیا۔ چور پکڑ لیا۔''

آنے والوں نے خوجی کو چور سمجھ کر ایسی خاطر تواضع کی، اتنے لات گھوُنسے رسید کیے کہ میاں کے انجر پنجر ڈھیلے ہو گئے۔ جب لوگ مار مار کر تھک گئے تو مسافروں میں سے کسی نے کہا، ''اے ٹھہرو، ٹھہرو۔ یہ تو وہی خوجی ہے جو پانچ سات روز سے اس سرائے میں ڈیرا جمائے ہے۔''

فوراً چراغ جلایا گیا۔ لوگوں نے دیکھا تو پہچانا کہ یہ تو وہی تیرھویں صدی کا بالِشتیا خوجی ہے۔ سب نے ایک زبان ہو کر کمھار سے کہا، ''چھوڑ دے۔ چھوڑ دے۔ چور نہیں ہے، خوجی ہے۔''

اللہ اللہ کر کے میاں خوجی کی جان بچی۔ جیسے ہی کمھار نے انھیں چھوڑا، ان کی رگِ حمیت پھڑک اُٹھی۔ زمین پر بیٹھ گئے۔ کہنے لگے، ''ابے کمھار گیدی، ہٹتا ہے یا ماروں قرولی۔''

یار لوگوں نے جب خوجی کی حالت غیر دیکھی تو کسی نے سر سہلایا، کسی نے سہارا دیا اور میاں خوجی ذرا سی دیر میں گرد جھاڑ کر اُٹھ کھڑے ہوئے۔

ادھر آزاد کو خبر ملی کہ خوجی چوری کرتے پکڑے گئے ہیں۔ کسی مسافر کی ٹوپی چرا لی تھی۔ کسی نے آزاد کو بتایا کہ کمھار کی ہنڈیا چُرانے گئے تھے۔ جاگ پڑ گئی۔ پکڑے گئے۔ بے بھاؤ کی پڑی۔ غرض کہ جتنے منہ اتنی باتیں۔

آزاد کو بہت صدمہ ہوا کہ ان کا ساتھی اور چوری میں گرفتار ہو۔ مگر یہ بات ان کے دل کو نہیں لگتی تھی۔ وہ تو بس

فقرہ بازی جانتا ہے، شیخی بگھارتا ہے۔ بھلا چوری چکاری بھی کرتا تو کمھار کی ہنڈیوں کی؟

آزاد کو غصّہ آ گیا۔ جلدی سے چار پائی سے اُترے اور لکڑی ہاتھ میں لی کہ جو بولے گا اس کو مزہ چکھا دوں گا اور خوجی کی مزاج پُرسی کو چلے۔

ابھی آزاد اپنی کوٹھری سے باہر نکلے ہی تھے کہ ان کے کان میں آواز آئی۔

''ہت تیرے گیدی کی! بڑا آزاد بنا پھرتا ہے۔ ایسے آزاد بہت دیکھے ہیں۔ چار پائی پر پڑے خرخر کیا کیے اور ہماری خبر نہ لی۔'' یہ سن کر آزاد مسکرائے۔ دو قدم چلے ہوں گے کہ دیکھا خوجی جھومتا جھامتا چلا آتا ہے اور بڑبڑاتا جاتا ہے۔

''نہ ہوئی قرولی ورنہ اس وقت کمھار کی لاش پھڑکتی ہوتی۔''

خوجی لڑکھڑاتا، جھومتا جھامتا آزاد کی کوٹھری تک چلا آیا۔ جب قریب پہنچا تو آزاد نے کہا، ''خیر ہم کو تو پیچھے گالیاں دینا۔ اب یہ بتاؤ کہ ہاتھ پیر تو نہیں ٹوٹے؟''

''ہاتھ پاؤں۔'' خوجی بولا، ''ہونہہ۔ یہ لوہے کی سلاخیں ہیں۔ پچاس آدمی گھیرے ہوئے تھے۔ پورے پچاس۔ وہ وہ ہاتھ دِکھائے کہ سب دنگ رہ گئے۔ چٹکیوں میں گھیرا توڑ، لوگوں کو بکھیر کر رکھ دیا۔ نہ ہوئی قرولی ورنہ چار پانچ لاشیں پھڑک رہی ہوتیں۔''

آزاد مزاج داں تھے۔ مسکرا کر کہا، ''وہ کیسے؟''

خوجی نے فوراً ہاتھ پھینک کر کہا، ''واللہ! میں اس وقت پھلجھڑی بنا ہوا تھا۔ بس کیفیت یہ تھی کہ دس آدمی اِس کندھے تو دس آدمی اُس کندھے۔ میں جو پھرا تو کسی کو اَنٹی دی، وہ دھم سے زمین پر گرا۔ کسی کو کمر پر لاد کر مارا، کھٹ سے چھپّر کھٹ کی پٹّی پر۔ دو چار تو میرے رعب میں آ کر ہی گر پڑے۔ دس بارہ کی ہڈّی پسلی ایک کردی۔ جو میرے سامنے آیا، اسے نیچا دِکھایا۔ اور وہ کمھار گیدی تو ساری عمر یاد رکھے گا کہ کس سے واسطہ پڑا تھا۔''

آزاد نے بہت غور سے یہ سب کچھ سنا اور کہا، ''درست فرمایا۔ آپ سے یہی توقّع تھی۔ بہادر ایسا ہی کرتے ہیں۔''

معنی و اشارات

قرولی	–	شکاری کا چاقو (ایک خاص طرح کا چاقو جو مڑا ہوا ہوتا ہے)
ہڑبونگ	–	اودھم بازی، شور غل
گیدی	–	احمق
حوالی موالی	–	خوشامدی، ساتھ رہنے والے
خاطر تواضع	–	کھلانا پلانا، یہاں بطور طنز پٹائی مراد ہے
حمیت	–	غیرت
دراز ہونا	–	لیٹنا
یورش	–	حملہ
پارہ چڑھنا	–	غصّے میں آنا
شگوفہ چھوڑنا	–	مراد خرابی پیدا کرنے والی کوئی بات کہنا
انجر پنجر ڈھیلے ہونا	–	نڈھال ہو جانا
بالشتیا	–	بَونا، چھوٹے قد کا
رگِ حمیت پھڑکنا	–	غیرت کا جوش میں آنا
فِقرے بازی	–	گپ بازی
جاگ پڑ جانا	–	بہت سے لوگوں کا ایک ساتھ جاگ اُٹھنا
مزاج داں	–	مزاج کو سمجھنے والا
ہاتھ پھینکنا	–	لڑائی کے لیے ہاتھ چلانا
اَنٹی دینا	–	گردن پکڑ کر پٹخنا
توقّع	–	امّید

مشق

✤ **ایک جملے میں جواب لکھیے :**

ا۔ سرشارؔ کا تعلق کس خاندان سے تھا؟
۲۔ 'فسانۂ آزاد' کے کون سے کردار مشہور ہیں؟
۳۔ سرشارؔ کے مضامین کس اخبار میں شائع ہوتے تھے؟
۴۔ سرشارؔ کا انتقال کہاں ہوا؟
۵۔ سرائے میں میاں خوجی کیوں جھلّا اُٹھے؟
۶۔ میاں خوجی کی چیخ پکار سے سرائے والے کیا سمجھے؟
۷۔ خوجی کا دوست کون تھا؟
۸۔ آزاد کو غصہ کیوں آیا؟
۹۔ آزاد نے خوجی کا کارنامہ سن کر کیا کہا؟

✤ **مختصر جواب لکھیے :**

ا۔ سرائے میں کہرام کیوں مچ گیا؟
۲۔ میاں خوجی کی پٹائی کیوں ہوئی؟
۳۔ خوجی نے شیخی بگھارتے ہوئے لڑائی کا واقعہ کس طرح بیان کیا؟

بول چال

✤ **مناسب مفہوم کے اعتبار سے محاوروں کو جملوں سے جوڑیے :**

الف	ب
ا۔ خاطر تواضع کرنا	الف۔ مرزا صاحب ہمیشہ اپنی بات پر اَڑے رہتے ہیں۔
۲۔ موت کے گھاٹ اُتار دینا	ب۔ معمولی سے واقعہ کو چچا چھکن نے بڑھا چڑھا کر پیش کیا۔
۳۔ مرغ کی ایک ٹانگ	ج۔ دشمنوں نے انھیں جنگل میں گھیر کر قتل کر دیا۔
۴۔ بات کا بتنگڑ بنانا	د۔ امجد میاں نے اپنے بڑے بھائی کی ضیافت کا خاص اہتمام کیا۔

ANXHKV

عبارت آموزی

✤ **دیا ہوا اقتباس پڑھ کر ذیل کے سوالوں کے جواب لکھیے :**

یہ سبق پنڈت رتن ناتھ سرشارؔ کے مشہور ناول 'فسانۂ آزاد' سے لیا گیا ہے۔ اس ناول میں کئی کردار ہیں۔ آزاد اور خوجی سب سے زیادہ مشہور ہیں۔ خوجی اپنی حماقتوں اور ڈینگوں کی وجہ سے نہ صرف اس کتاب کی جان ہے بلکہ اُردو ادب کے چند زندہ جاوید کرداروں میں سے ایک ہے۔ اس سبق میں خوجی کی حماقتوں کی تصویر کشی کی گئی ہے اور یہ دِکھایا گیا ہے کہ وہ مار کھانے کے بعد بھی کس طرح اکڑتا ہے اور یہ بتانے کی کوشش کرتا ہے کہ میں پٹا نہیں بلکہ میں نے کئی لوگوں کو مار مار کر درست کر دیا ہے۔ زوال پذیر معاشرے میں ایسے کردار پیدا ہو جاتے ہیں۔ آج بھی ایسے کردار موجود ہیں۔ سرشارؔ نے مبالغہ آمیز مزاح میں خوجی کو ایک نہایت دلچسپ کردار بنا دیا ہے۔

سوالات :

ا۔ یہ سبق کس ناول سے لیا گیا ہے؟
۲۔ ناول کے کون سے کردار بہت مشہور ہیں؟
۳۔ معنی لکھیے : زندہ جاوید ، تصویر کشی ، مار مار کر درست کرنا ، زوال پذیر
۴۔ خوجی کے کردار کی خاصیت کیا ہے؟
۵۔ خوجی جیسے کردار کس معاشرے میں پیدا ہوتے ہیں؟

زورِ قلم

''ایک رات عجیب واقعہ پیش آیا۔'' سبق کے اس جملے کے آگے ایسا کوئی عجیب یا مزیدار واقعہ دس سطروں میں لکھیے جو آپ کے ساتھ گزرا ہو۔

سرگرمی/منصوبہ :

اپنے استاد کی مدد سے 'چچا چھکن' اور 'خوجی' کے کردار میں پائی جانے والی یکسانیت تلاش کیجیے۔

آئیے زبان سیکھیں

فجائیہ جملہ

اس سبق میں خوجی نے بہت ڈینگیں ماری ہیں۔اس کے یہ جملے غور سے پڑھیے :

ارے، لانا تو میری قرولی!

ہٹ تیرے گیدی کی!

واللہ! اس وقت میں پھلجھڑی بنا ہوا تھا۔

پہلے جملے سے غصّہ ظاہر ہو رہا ہے۔دوسرا جملہ جھلاہٹ اور نفرت کا اظہار ہے اور تیسرے جملے میں اللہ کی قسم کھائی گئی ہے۔ بات کرتے وقت کبھی جملوں سے رنج، خوشی، حیرت یا کسی اور جذبے کا اظہار بھی ہوتا ہے۔ ایسے جملے کو **فجائیہ جملہ** کہتے ہیں۔ جیسے

آہا! وہ دیکھو عید کا چاند۔

افسوس! تم وہاں موجود نہیں تھے۔

فجائیہ جملوں میں 'ارے'، آہا، واہ وا، 'ہائے' جیسے الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں اور ان کے ساتھ **فجائیہ نشان (!)** لگاتے ہیں۔

'!' کا نشان کسی کو مخاطب کرتے یا پکارتے ہوئے بھی لگایا جاتا ہے۔ جیسے

اے چور! گیدی۔ ٹھہرے رہنا۔

اے ٹھہرو، ٹھہرو! یہ تو وہی خوجی ہے۔

- ذیل کے جملوں میں فجائیہ نشان لگائیے اور بتائیے کہ ان سے کون سے جذبے کا اظہار ہو رہا ہے :

ا۔ اے بھائی میری بات سنو

۲۔ ارے واہ تم کب آئے

۳۔ ہائے میں برباد ہو گیا

اضافی ترکیب/مضاف الیہ/مضاف/حروفِ اضافت

اپنی بات چیت کے دوران ہم ایسے جملے استعمال کرتے ہیں:

ا۔ یہ میرے دوست کا مکان ہے۔

۲۔ اچانک پتنگ کی ڈور کٹ گئی۔

۳۔ درخت کے پتّے سوکھ گئے ہیں۔

ان جملوں میں دوست کا مکان/ پتنگ کی ڈور/ درخت کے پتّے فقرے ایک خاص بناوٹ میں ہیں جسے **'اضافی ترکیب'** کہتے ہیں۔ عام طور پر اُردو اضافی ترکیبوں میں تین لفظی اجزا شامل ہوتے ہیں جنھیں ذیل کے خاکے میں دیکھا جاسکتا ہے۔

دوست	کا	مکان
پتنگ	کی	ڈور
درخت	کے	پتّے

ان ترکیبوں میں پہلے آنے والے لفظ کو **'مضاف الیہ'** کہتے ہیں۔ بیچ کے حروف کا - کی - کے **'حروفِ اضافت'** کہلاتے ہیں اور تیسرے لفظ کو **'مضاف'** کہا جاتا ہے۔ دوسری مثالیں :

مضاف الیہ	حروفِ اضافت	مضاف
جہاز	کا	سفر
انقلاب	کی	ہوائیں
تحریک	کے	پیغامات

- پڑھے گئے اسباق میں سے اضافی ترکیبوں کی دوسری مثالیں تلاش کر کے انھیں اوپر کی جدول کے مطابق لکھیے۔

اسی ترکیب کو فارسی میں لکھنے کے لیے حرفِ اضافت کی جگہ 'زیر' کا نشان لگاتے ہیں جیسے 'چراغِ آرزو' یعنی آرزو کا چراغ، 'شامِ اودھ' یعنی 'اودھ کی شام'۔ ایسی فارسی تراکیب میں مضاف پہلے اور مضاف الیہ بعد میں آتا ہے۔

- نظم 'ابرِ بہار' سے ایسی تراکیب تلاش کر کے معنی کے ساتھ اپنی بیاض میں لکھیے۔